کے جلسوں میں نہ صرف شرکت کی دعوت دی گئی بلکہ ان سے تقاریر کرائی گئیں'' نوٹ: اس مضمون نگار کو شاید معلوم نہیں کہ اسی تحریک جعفریہ کے مرکزی صدر ساجد نقوی کو بھی مولانا عبداللہ شہیدؒ کے عظیم دینی ادارہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد میں دینی مدارس کے اجلاس میں دینی نمائندگی دی گئی تھی۔

قابل صد احترام علماء کرام! کیا آپ نے اس پر غور نہیں فرمایا کہ شیعوں کے الحاق سے قبل ہمارے مدارس کے وفاق کا نام تھا ''وفاق المدارس العربیہ'' اور اب شیعوں اور دیگر فرق سے اتحاد کے بعد نام رکھا گیا ہے ''اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ'' یعنی جب تک شیعہ مدارس سے الحاق نہیں تھا اس وقت تک ہمارے مدارس صرف عربیہ تھے، شیعوں کی شمولیت کے بعد اب ہمارے مدارس بھی دینیہ ہوگئے ہیں!!! عربیہ کی جگہ لفظ دینیہ کی آخر کیا وجہ تھی؟ کوئی دشمن آپ کی زبان سے کافروں کو دیندار تو نہیں کہلوانا چاہتا؟

جن لوگوں کو اکابر علماء اہل سنت خصوصاً علماء دیوبند نے کافر، مرتد اور زندیق قرار دیا تھا کیا آج ان کی کفریہ درسگاہوں کو دینی مدارس تعلیم کرکے اکابر کے فیصلے سے اظہار برأت نہیں کیا گیا؟ کیا اس طرح دین، ایمان، کفر اور اسلام کے الفاظ کا وزن ختم تو نہیں ہو جائے گا اور وہ بے معنیٰ تو نہیں سمجھے جائیں گے؟ کیا عرف عام میں دینی مدارس کا لفظ اسلامی درسگاہوں کے ساتھ مخصوص نہیں؟ کیا کافروں کی مذہبی درسگاہوں کو بھی مسلمانوں کی اصطلاح میں دینی مدرسہ کہا جا سکتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر وہ کون سا عنصر ہے جو ہمیں اپنے اکابر کی راہ سے ہٹا کر، کفریہ مراکز کو دینی مدارس تسلیم کرنے اور عوام کو ان کافروں اور زندیقوں کے یقینی کفر کے متعلق شک میں ڈالنے پر مجبور کر رہا ہے؟

اے کاش! ہم وقت کی مصلحتوں کا شکار ہونے کی بجائے اکابر کی طرز پر وقت کے دھاروں کو بدل دیں اور سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کہنے کی پالیسی ترک کرکے احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اپنی عزت و وقار کو بلند رکھنے کی کوشش کریں۔

یاد رکھیں! اگر آج ہم واضح الفاظ میں شیعہ کو مسلمان بھی تسلیم کرلیں، تب بھی ہمیں کسی بھی میدان میں ان کی وفاداریاں نہیں مل سکتیں، اس لیے کہ ان کی تاریخ ہی غداریوں، سازشوں اور منافقانہ پالیسیوں سے عبارت ہے۔ ان سے وفا کی توقع رکھنا بے سود ہے۔ سانپ کو جتنا بھی پالا پوسا جائے وہ سانپ ہی رہتا ہے اور موقع ملنے پر ڈسنے سے دریغ نہیں کرتا۔ میری یہ دردمندانہ گفتگو صرف تنقید برائے تنقید نہیں اور نہ ہی کسی کی توہین و تذلیل مقصود ہے بلکہ اپنوں کے سامنے اپنے دکھ کا اظہار ہے اور اس مسئلہ کی طرف متوجہ کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم دوستوں اور دشمنوں میں تمیز پیدا کریں اور کسی ملامت کی پرواہ کیے بغیر حق وصداقت کی راہ پر گامزن رہیں اور دشمنان دین کو اہل حق علماء پر انگشت نمائی اور مفاد پرستی کا داغ لگانے کا موقع نہ دیں اور اپنے اسلاف و اکابر کی اس کفر کے خلاف محنت وقربانی پر پانی پھیرنے سے بچنے کی کوشش کریں۔ نیز عنداللہ وعندالناس اس سوال کا خوف ہے کہ تمہاری زندگی میں تمہارے سامنے ایسے غلیظ ترین کفر کے مراکز کو دینی مدارس اور اس کفر کی علمبردار پارٹی کو دینی جماعت کہہ کر ان کافروں اور بے دینوں کے دیندار اور ایماندار ہونے کا تاثر دے کر اکابر و اسلاف کی محنت پر پھیرا جاتا رہا۔ عام مسلمان گمراہ ہو کر کافروں کا حرام ذبیحہ کھاتے اور اپنی

بچیاں ناجائز نکاح میں دیتے رہے اور سب کچھ جانتے ہوئے تم نے چپ سادھ لی۔ آخر کیوں؟

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص واستقامت کی دولت سے نوازے اور اپنے اکابر واسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر کفر وظلم کے مقابلے کی توفیق بخشے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

خاکپائے اہل حق
علی شیر حیدری عفی عنہ

## مولانا سلیم اللہ خان کی طرف سے خط کا جواب

محترم جناب مولانا علی شیر حیدری صاحب حفظکم اللہ تعالیٰ ورعاکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب کا مکتوب بنام ذمہ داران وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملا۔ اس مکتوب میں اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان میں شیعہ مکتب فکر کی شرکت پر اعتراض کیا گیا ہے۔ کیا یہ مناسب نہ تھا کہ عنوان عام کے بجائے وفاق کے صدر یا ناظم اعلیٰ کے نام یہ لکھا جاتا۔ فتدبر!

پہلے تو آپ نے لفظ ''دینیہ'' پر اعتراض کیا ہے۔ چونکہ شیعہ دین اسلام کے اندر داخل نہیں، اگر صرف مدارس کا لفظ ہوتا، یا دینیہ کے بجائے عربیہ کا لفظ ہوتا تو آپ کے خیال میں ان کو دین اسلام میں شرکت کی سند حاصل نہ ہوتی۔ یہ بحث اس لیے قابل غور نہیں کہ مدارس کا لفظ ہو یا اس کے ساتھ عربیہ کا اضافہ کر دیا جائے، عرف عام وخاص میں ان الفاظ کا اطلاق مدارس دینیہ ہی پر ہوتا ہے، اس لیے یہ ترمیم آپ کے مقصد کے لیے مفید نہیں۔

باقی اتحاد میں ان کی شرکت اس لیے ہے کہ حکومت نے دوسرے وفاقوں اور تنظیمات کی طرح وفاق المدارس الشیعہ پاکستان کو منظور کیا ہوا ہے۔ اس بنا پر مدارس کے جملہ معاملات میں وہ اور دیگر وفاق اور تنظیمات متحد ہو کر مذاکرات پر مجبور ہیں۔ بصورت دیگر ہم اپنے مطالبات کے لیے حکومت کے ساتھ مذاکرات میں مضبوط پوزیشن اختیار نہیں کر سکیں گے اور کامیابی کا حصول دشوار ہوگا۔ حکومت کی خواہش اور کوشش وفاقوں اور تنظیمات کو کمزور کرنے کی رہی ہے اور اب بھی یہی صورت حال ہے۔

باقی آپ نے لکھا ہے کہ ذمہ داران وفاق کا طرز عمل اکابر علماء دیوبند کے طرز سے ہٹا ہوا ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔ خدائے بزرگ وبرتر آپ کو اپنے حفظ وامان میں رکھیں۔ آپ ماشاء اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ اگر محسوس نہ فرمائیں تو ٹھنڈے دل سے ضرور غور فرمائیں اور بار بار غور فرمائیں کہ آپ نے اپنی تحریک کو اشتعال انگیز نعرے دے کر اب تک کیا کھویا کیا پایا؟

کیا اکابر علماء دیوبند کا یہی طریقہ رہا ہے؟ آپ کا قیمتی سرمایہ اس اشتعال کی نذر ہوگیا اور بے شمار علماء، صلحاء اور نوجوان آپ کی اس پالیسی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ دشمن منظّم ہوگیا اور اس نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ کارروائیاں شروع کردی۔ آپ کی اس پالیسی کا بھیانک اور لرزا دینے والا یہ نتیجہ پوری دنیا میں عام ہوا کہ مسلمان دہشت گرد ہیں اور اسلام دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ امام باڑوں اور مسجدوں میں لاشیں گر رہی ہیں، زخمی تڑپ رہے ہیں، دونوں جگہ حفاظت کے لیے پہرے بٹھا دیے گئے ہیں، بہت سے لوگ خوف کی وجہ سے نماز کے لیے مسجدوں میں نہیں آتے اور یہ سلسلہ کسی طرح ختم ہونے میں نہیں آ رہا۔ کیا یہ صورت حال اور اس کا تسلسل آپ کو اور آپ کی جماعت کو پسند ہے؟ اگر پسند نہیں ہے تو بتائیں کہ اس کے سدباب کے لیے جماعت نے کیا اقدامات کیے ہیں؟ آپ کے اشتعال انگیز نعروں اور ان کے مکروہ و مذموم نتائج نے حضرات صحابہؓ کرام کو بدنام کیا۔ بدباطن معاند کہتا ہے کہ جب سپاہ صحابہ دہشت گرد ہے اور اس کے کرتوت یہ ہیں تو سمجھ لو صحابہ کیسے ہوں گے۔ یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ اس جماعت نے اپنے مقاصد پورے کرنے کے لیے ڈاکے ڈالے، چوریاں کیں اور اغوا کے مرتکب ہوئے۔ یقیناً یہ حرکتیں آپ کے علم میں ہیں اور آپ بھی ان کو غلط سمجھتے ہیں، لیکن ان پر کنٹرول کرنا آپ کے بس سے باہر ہے، مگر ذمہ دار تو آپ ہی ہیں، چونکہ یہ سب آپ کی پالیسی کا یقینی اور حتمی نتیجہ ہے۔

اکابر علماء دیوبند کا نام لینا تو آسان ہے، لیکن ان کے طریقے پر چلنا دوسری چیز ہے۔ جن اکابر کے نام آپ نے اپنے خط میں لکھے ہیں، آپ کے طرز عمل اور نتائج میں ان کے طور طریقہ کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ للہ آپ غور فرمائیں، **واللہ العظیم** طعن ہرگز ہرگز مقصود نہیں، اس تحریک نے اسلام اور صحابہ کو بدنام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، علماء اور مدارس کو جتنا نقصان اس اشتعال انگیز تحریک نے پہنچایا ہے، وہ محتاج بیان نہیں۔ احقر پوری امید رکھتا ہے کہ آپ ان معروضات پر غور فرمائیں گے اور جماعتی تعصب کو در آنے کا ہرگز موقع نہ دیں گے۔ یہ نصیحت محبّ و مخلص کی طرف سے ہے، کسی معاند کی جانب سے فضیحت نہیں ہے۔

روافض کے جن غلیظ اور بدبودار حوالوں کا آپ نے ذکر کیا ہے، وہ ہمارے علم میں کوئی اضافہ نہیں ہے اور نہ ہی یہاں ان حوالوں پر متفرع نتیجہ زیر بحث ہے۔

فقط۔ سلیم اللہ خان

رئیس وفاق المدارس العربیہ پاکستان

صدر اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان

۲۰ شعبان ۱۴۲۶ھ / ۲۴ ستمبر ۲۰۰۵ء

[ مکمل مراسلت ''امام اہل سنت علامہ علی شیر حیدریؒ: حیات و خدمات'' مرتبہ: محمد یونس قاسمی و عبدالجبار شیخ، شائع کردہ: خلافت راشدہ اکیڈمی، خیر پور سندھ (پہلا ایڈیشن، ۲۰۱۲ء) میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔]

## ''الشریعہ'' اور اربابِ ''الشریعہ'' کے بائیکاٹ کے حوالے سے

# شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان کی تحریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الرسل وخاتم النبیین وعلیٰ اصحابہ وازواجہ واتباعہ وامتہ ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین۔

وبعد! اللہ بزرگ و برتر جل وعلا نے علماء دیوبند کو دین اسلام اور شریعت بیضاء کی بے مثال خدمت سے سرفراز فرمایا ہے جس کے آثار کا پوری دنیا میں مشاہدہ کیا جا تا رہا ہے، وہیں باطل کی سرکوبی اور استیصال کرنے میں بھی اس مقدس جماعت کی نظیر موجود نہیں۔

مولانا ابوعمار زاہد الراشدی نے ''آزاد فورم'' کے نام سے ''ماہنامہ الشریعہ'' میں حساس، نازک اور اہم موضوعات پر ایسی تحریریں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جو نہ صرف مذہب اہل سنت، مسلک احناف اور مشرب دیوبند سے مطابقت نہیں رکھتیں، بلکہ وہ سراسر اسلام کے اجماعی موقف سے بھی متصادم ہوتی ہیں۔ اس قسم کی ہفوات کا اصل مرکز زاہد الراشدی صاحب کا بیٹا محمد عمار خان ناصر غامدی ہے۔

مولانا زاہد الراشدی کی بعض ترجیحات اور تحریرات پر بھی علماء دیوبند کو شدید تحفظات ہیں۔ کئی اکابر و محققین کے مسلسل توجہ دلانے اور باحوالہ ومدلل گفتگو کے باوجود ان حضرات نے اپنی روش نہیں بدلی اور بدستور ان کی ایمان سوز تحریریں شائع ہو رہی ہیں، بلکہ مولانا زاہد الراشدی ان بے اصولیوں پر اپنے بیٹے کو روکنے کی بجائے اس کی حوصلہ افزائی، بلکہ دفاع بھی کرتے ہیں۔ ''الشریعہ'' بھی انھی کی نگرانی اور سرپرستی میں شائع ہو رہا ہے، لیکن انھوں نے تا حال نہ یہ سلسلہ ختم کیا اور نہ ہی بیٹے کو برطرف کیا۔ تنبیہ وتفہیم کا ہر طریقہ اب تک بے اثر ہی رہا۔ فیا للاسف!!

یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ خانوادۂ علم وعرفان سے جب کوئی فتنہ نمودار ہوتا ہے تو اس کے اثرات دور دور تک پہنچتے ہیں اور ضرر بھی شدید ہوتا ہے، کیونکہ ہر مسلمان کے لیے اپنے ایمان، عقائد، افکار اور نظریات کی حفاظت انتہائی ضروری، بلکہ فرض ہے اور دیگر موضوعات کی طرح جملہ اہم، نازک اور حساس موضوعات پر بھی اپنے اکابر اہل سنت

(کثر اللہ سوادہم) کی کتابیں اور تحقیقات کافی وشافی موجود ہیں، اس لیے عوام الناس کو ان حضرات کے ''آزاد فورم'' کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ اس سے بچنا اور اس کا بائیکاٹ کرنا لازم ہے۔

عوام وخواص کو چاہیے کہ وہ ماضی قریب کے امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ، وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ، شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ اور وکیل احناف مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کی تحقیقات پر مضبوط اعتماد رکھیں اور جمہور اہل سنت ہی سے وابستہ رہیں۔

سر دست انتہائی ضروری ہے کہ اس ضال ومضل ٹولے کا ہر محاذ پر بائیکاٹ کیا جائے۔ شاید یہ طریقہ ان کے رجوع الی الحق کا ذریعہ بن جائے۔ اہل حق کو ان کی ذات سے کوئی کد نہیں، ان کے نظریات اور رویے سے شکایت ہے۔ اسی کی اصلاح کے لیے بائیکاٹ کی تجویز دی گئی ہے۔

سلیم اللہ خان
رئیس جامعہ فاروقیہ کراچی
یوم الجمعہ، ۲ صفر ۱۴۳۵ھ/ ۶ دسمبر ۲۰۱۳ء

**موید ین:**

مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر (رئیس جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی)
مولانا عبد المجید لدھیانوی (جامعہ اسلامیہ باب العلوم، کہروڑ پکا)
مولانا مفتی حمید اللہ جان (رئیس دار الافتاء والارشاد، کراچی)
مولانا انوار الحق حقانی (استاذ الحدیث جامعہ حقانیہ، اکوڑہ خٹک)
مولانا منیر احمد منور (جامعہ اسلامیہ باب العلوم، کہروڑ پکا)
ودیگر علماء کرام

# شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ اور مولانا زاہد الراشدی کے مابین مراسلت

مخدومی و مکرمی حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت فیوضکم
رئیس جامعہ فاروقیہ کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ          مزاج گرامی؟

گزارش ہے کہ راقم الحروف کے بارے میں آنجناب کی ایک تحریر پر ملک کے مختلف حصوں میں سرکردہ علماء کرام سے دستخط کرانے کی مہم جاری ہے اور آنجناب کے اعتماد پر بہت سے حضرات نے اس پر دستخط فرمائے ہیں۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ آنجناب اور دستخط کرنے والے دیگر بزرگوں کو اس سلسلہ میں پہلے مجھ سے رابطہ کر کے میرا موقف معلوم کرنا چاہیے تھا، لیکن ایسا نہیں ہوا جبکہ مسلمہ شرعی اصول ہے کہ جس پر الزامات عائد کیے جا رہے ہوں، اس کا موقف معلوم کیے بغیر اور اسے وضاحت کا موقع دیے بغیر کوئی بھی فیصلہ یک طرفہ کہلاتا ہے اور اس کی کوئی شرعی پوزیشن نہیں ہوتی۔

اس بنا پر میں آنجناب سے درخواست کر رہا ہوں کہ مجھے ان الزامات کی متعین فہرست فراہم کر کے مجھ سے ان کا جواب طلب کیا جائے اور میرے جوابی موقف اور وضاحت کو سامنے رکھ کر جو رائے بھی مناسب سمجھیں، اس کا اظہار کیا جائے۔

میری یہ بھی درخواست ہے کہ معینہ اور مصرحہ الزامات اور میری طرف سے ان کے جوابات وتوضیحات پیش کیے جانے کے بعد کم از کم تین غیر جانب دار ذمہ دار مفتی صاحبان پر مشتمل کمیٹی مقرر کی جائے جو دونوں طرف کا موقف ملاحظہ کر کے ان پر فیصلہ صادر کرے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کمیٹی جو فیصلہ بھی کرے گی، مجھے من وعن منظور ہوگا۔

مجھے آنجناب کی طرف سے اس درخواست کے جواب کا شدت سے انتظار رہے گا۔ نیز میں اس خط کی کاپیاں دستخط کرنے والے بزرگوں اور دیگر سرکردہ علماء کرام کو بھی بھجوا رہا ہوں۔ شکریہ!

ابوعمار زاہد الراشدی
۱۰/جنوری ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وبعد! ......احقر کئی ہفتے سے بیماری کی شدت میں مبتلا ہے، اس لیے خط لکھنے میں تاخیر ہوئی۔ امید ہے معذرت قبول فرمائیں گے۔

احقر آپ کی روش، اکابر دیوبند (اور خود امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ جو آپ کے والد ماجد بھی ہیں) کے خلاف نظریات اور طریقہ کار پر سخت آزردہ اور افسردہ ہے۔ معلوم نہیں، کسی کی نظر لگی ہے یا کسی ناروا عمل کی پاداش ہے۔ واللہ اعلم۔ ہمیشہ آپ کے لیے راہ راست پر آنے کی دعا کرتا ہوں۔ اللہ پاک قبول فرمائیں، آمین ثم آمین۔

آپ حضرت والد صاحب کے جانشین ہیں، جامعہ نصرۃ العلوم میں شیخ الحدیث ہیں، لیکن نہ آپ کا عمل حضرت مرحوم کے عمل کے مطابق ہے، نہ آپ کی فکر اور ترجیحات ان کی فکر اور ترجیحات کے مطابق ہیں۔ اس پر جتنا افسوس ہو، کم ہے۔ یہ بات محتاج بیان نہیں کہ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ علماء کرام کی جماعت میں فی زمانہ سرخیل کا درجہ رکھتے ہیں اور حق وصداقت کو جاننے کے لیے ان کو کسوٹی کا مقام حاصل ہے اور آپ ان کی بالکل ضد بنے ہوئے ہیں۔ فیاللاسف!!

اگر جناب والا اصلاح احوال چاہتے ہیں تو پہلے: [۱] آزاد فورم کا سلسلہ ختم کریں۔ [۲] عمار خان ناصر کے گمراہ ہونے کا واضح اعلان کریں۔ [۳] اس کی ہر قسم کی سرپرستی سے دست برداری اختیار کریں۔ [۴] اور اسے ماہنامہ الشریعہ اور الشریعہ اکیڈمی سے علیحدہ کریں۔ [۵] ماہنامہ الشریعہ کی پالیسی تبدیل کریں، اس میں صرف جمہور اکابر علماء دیوبند کے مسلک سے مطابقت رکھنے والے مضامین شائع کریں۔ [۶] تمام اختلافی مسائل میں جمہور اکابر علماء دیوبند کے فیصلے کو حرف آخر سمجھنے کا تحریری اقرار کریں۔

اگر یہ تمام امور منظور ہوں تو پھر جناب کی تجویز کے مطابق جید علماء کرام کی کمیٹی کے سامنے آپ کے تفردات کو پیش کیا جائے گا اور وہ کمیٹی جمہور علماء دیوبند کی تحقیق کے مطابق ان کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرے گی۔

اگر حضرت محترم ان گزارشات پر آمادہ ہوں تو یہ پیچیدہ معاملہ بخوبی حل ہو جائے گا۔

سلیم اللہ خان

مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی

۲۸ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ / یکم مارچ ۲۰۱۴ء

---

باسمہ تعالیٰ

مخدومی حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت فیوضکم، رئیس جامعہ فاروقیہ کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی؟

نوازش نامہ موصول ہوا، علالت میں اضافے کا پڑھ کر تشویش ہوئی، اللہ تعالیٰ آنجناب کو شفاءِ کاملہ سے نوازیں اور صحت وعافیت کے ساتھ اہل حق کی سرپرستی تادیر جاری رکھنے کی توفیق دیں۔ آمین یارب العالمین۔

آنجناب نے گرامی نامہ میں ایک فیصلہ صادر فرما کر اس پر عملدرآمد کا حکم دیا ہے اور پھر تحقیقات کے لیے کمیٹی قائم کرنے کی بات کی ہے۔ میں نہیں سمجھ پایا کہ سب کچھ ہو چکنے کے بعد یہ کمیٹی کیا کرے گی؟

مخدومِ گرامی!

میں نے اپنے عریضہ میں فیصلہ کے اسی طریق کار پر طالب علمانہ اشکال پیش کیا تھا، اس لیے کہ فیصلہ کی ترتیب یہ ہوتی ہے کہ فرد جرم عائد کی جاتی ہے، مدعا علیہ کو جواب کا موقع دیا جاتا ہے، اس کے جواب پر بحث وتمحیص اور جرح و تعدیل کے بعد غیر واضح امور پر اس سے وضاحت طلب کی جاتی ہے اور اس کے بعد فیصلہ صادر ہوتا ہے۔ مگر یہاں فرد جرم عائد کرنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی گئی اور فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔

مثلاً گرامی نامہ میں مجھ سے کہا گیا ہے کہ تمہارا طرز عمل حضرت والد محترم مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ کے طرز عمل سے مختلف بلکہ متضاد ہے۔ لیکن کسی ایک بات کی بھی نشاندہی نہیں کی گئی، جبکہ صورت حال یہ ہے کہ دینی، تعلیمی، صحافتی، سیاسی اور تحریکی معاملات میں میرا جو طرز عمل حضرت والد محترمؒ کی زندگی میں تھا اور ان کے علم میں تھا، بلکہ بہت سے امور میں ہماری باہمی رفاقت بھی رہی۔ ان کی وفات کے بعد میں اسی طرز عمل پر بدستور قائم ہوں۔ اور الشریعہ میں علمی وفکری مسائل پر کھلے بحث ومباحثہ کے اہتمام سمیت کوئی ایسا کام نہیں کر رہا جو ان کی زندگی میں نہیں کرتا تھا، اور جو ان کے علم میں نہیں ہوتا تھا۔ اگر کسی ایک ایسے کام کی بھی نشاندہی کر دی جائے تو اس سے رجوع کرنے بلکہ کھلم کھلا معافی مانگنے میں مجھے کوئی تأمل نہیں ہوگا۔ لیکن اگر اس سب کچھ کے باوجود مجھے آخر دم تک ان کا مکمل اعتماد حاصل رہا ہے جس پر پورا خاندان اور ماحول گواہ ہے تو ان کی وفات کے بعد اس قسم کی باتیں کرنا صرف میرے ساتھ نہیں بلکہ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی زیادتی ہے۔

اس لیے میں سابقہ عریضہ اس گزارش نامہ کے ساتھ دوبارہ منسلک کر رہا ہوں اور اپنے اس اشکال اور درخواست پر اب بھی قائم ہوں کہ پہلے مجھے معینہ الزامات کی فہرست مہیا کی جائے جس کا پوری تسلی کے ساتھ جواب دیا جائے گا۔ پھر چند غیر جانبدار اصحاب علم پر مشتمل کمیٹی دونوں طرف کا موقف ملاحظہ کر کے وضاحت طلب امور کی وضاحت طلب کرے اور اس کے بعد وہ جو مناسب سمجھے فیصلہ کرے، مجھے وہ فیصلہ پوری طرح قبول ہوگا۔

عزیزم محمد عمار خان ناصر سلّمہٗ کے حوالہ سے بھی یہی عرض ہے جسے آنجناب کے گرامی نامہ میں گمراہ قرار دیا گیا ہے، کہ اسے گمراہ قرار دینے کے وجوہ تحریر کیے جائیں۔ میں اسے ان کے حوالے سے اپنا موقف واضح کرنے کے لیے کہوں گا۔ اس سے وضاحت طلب امور کی وضاحت طلب کی جائے گی اور جو باتیں علمی وشرعی طور پر فی الواقع ''گمراہی'' کے دائرے میں آتی ہوں، ان سے رجوع کے لیے کہا جائے گا۔ آنجناب اس بات کا پوری طرح اطمینان رکھیں کہ اگر وہ ''گمراہی'' کی کسی بات پر اصرار کرتے ہوئے رجوع نہیں کرے گا تو میری طرف سے برأت کے اعلان میں ایک لمحہ کا

بھی توقف نہیں ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آنجناب نے اپنے گرامی نامہ میں جمہور علماء دیوبند کے دائرہ کی پابندی کا ذکر فرمایا ہے، بحمد اللہ تعالیٰ میں نے ہمیشہ اس کی پابندی کی ہے بلکہ کئی بار اپنی تحریروں میں اس کی صراحت کر چکا ہوں کہ اگر کسی مسئلہ میں ذاتی طور پر میری رائے مختلف ہوتی بھی ہے تو عمل اسی پر کرتا ہوں جو جمہور کی رائے ہوتی ہے۔ فتویٰ تو ویسے بھی میں نہیں دیا کرتا مگر کوئی صاحب کسی مسئلہ پر مشورہ طلب کرتے ہیں تو جمہور کے موقف پر ہی عمل کی تلقین کرتا ہوں۔ البتہ اس سلسلہ میں ایک گزارش مناسب سمجھتا ہوں کہ چونکہ خود اکابر علماء دیوبند کے درمیان مختلف مسائل پر بیسیوں اختلافات موجود ہیں بلکہ فتاویٰ کے مختلف مجموعہ جات کا تتبع کیا جائے تو یہ تعداد شاید سینکڑوں تک پہنچ جائے۔ ان میں عقائد کی تعبیرات اور جائز و ناجائز کے فقہی احکام بھی شامل ہیں۔ اور چونکہ مدارس کے دارالافتاء اور مفتیان کرام تعداد میں دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی فقہی اختلافات کا دائرہ بھی وسیع ہوتا جا رہا ہے، اس لیے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ چند امور کا اصولی طور پر جائزہ لیا جائے کہ:

☆ کون سا اختلاف قابل قبول ہے اور کون سا ناقابل قبول ہے؟

☆ کس سطح کے اختلاف پر کسی شخص کو دیوبندیت سے اور کس درجہ کے اختلاف پر اہل سنت سے خارج قرار دینا ضروری ہو جاتا ہے؟

☆ جن مسائل میں خود اکابر علماء دیوبند میں اختلافات موجود ہیں، ان میں کس موقف کو دیوبندیت کا موقف قرار دیا جائے گا؟

اس سلسلہ میں میری تجویز یہ ہے کہ (۱) جامعہ فاروقیہ کراچی (۲) جامعہ دارالعلوم کراچی (۳) جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی (۴) جامعہ الرشید کراچی (۵) جامعہ اشرفیہ لاہور (۶) جامعہ خیر المدارس ملتان (۷) دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (۸) جامعہ امدادیہ فیصل آباد (۹) جامعہ عثمانیہ پشاور اور اس سطح کے دیگر بڑے مدارس کے مفتیان کرام کے ذمہ لگایا جائے کہ وہ باہمی مشاورت کے ساتھ اس سلسلہ میں کوئی ضابطہ اخلاق اور اصول وضوابط طے کریں جنہیں اس نوعیت کے معاملات میں فیصلوں کی بنیاد بنایا جا سکے۔ ورنہ جس طرح موجودہ حالات میں شخصی یا محدود گروہی سطح پر اس قسم کے فیصلے سامنے آ رہے ہیں، اس سے خلفشار میں اضافہ کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو رہا۔

مجھے امید ہے کہ آنجناب میری ان طالب علمانہ معروضات پر مشفقانہ غور فرمائیں گے، اور جواب سے جلد نوازیں گے۔ شکریہ! والسلام

ابوعمار زاہد الراشدی
خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ
۱۱ مارچ ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲۰۱۴/۳/۱۶ء

الحمد للہ و کفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد!......

۱۔ آنجناب نے حق کی فہمائش اور نصیحت کو قبول کر کے رجوع الی الحق کے بجائے الشریعہ کے ''آزاد فورم'' کے مزاج کی طرح حسبِ سابق بحث کو آگے بڑھانے اور مزید طول دے کر معاملہ کو الجھانے کی غرض سے خطوط کے جواب در جواب کا لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا ہے، بقول آپ کے ''چوں کہ آپ اس موضوع پر مورچہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں'' لہٰذا اب مزید کسی جوابی خط کا مطالبہ کرنے کے بجائے سابقہ دو خطوط اور اس عریضے کو حرفِ آخر سمجھ کر اصلاحِ احوال فرمالیں۔

۲۔ اکابر کے طریقہ کار اور جمہور علمائے دیوبند کی تائیدات اور تحریرات کو آپ بیک جنبش قلم یہ کہہ کر کہ ''فردِ جرم عائد کرنے کی زحمت کیے بغیر فیصلہ سنا دیا گیا ہے'' رد کر دیتے ہیں، حالاں کہ یہ بات حقیقت کے بالکل برعکس ہے، کیوں کہ بائیکاٹ کی تجویز والی تحریر میں صراحتاً یہ لکھا ہے کہ آپ نے:

☆......آزاد فورم کے نام گمراہی پھیلانے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔

☆......علماء کرام کے توجہ دلانے کے باوجود روش نہیں بدلی۔

☆......عمار خان کی حوصلہ افزائی اور دفاع کرتے ہیں۔

نیز ۲۰۰۹ء کے خط میں آپ نے خود اقرار کیا تھا کہ:

''وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے آرگن ماہنامہ ''وفاق المدارس'' کے مارچ ۲۰۰۹ء کے شمارے میں ماہنامہ ''الشریعہ'' کی پالیسی پر تبصرہ کرتے ہوئے راقم الحروف کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ:

☆......میں اکابر کی راہِ مستقیم سے الگ ہو رہا ہوں۔

☆......اسلامی احکام کی حقیقی صورت مسخ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

☆......فکری کج روی پھیلا رہا ہوں۔

ظاہری بات ہے کہ وفاق المدارس کے آرگن میں شائع ہونے کی وجہ سے میرے بارے میں یہ رائے وفاق کے اکابر اور قیادت ہی کی تصور کی جائے گی اور کی جا رہی ہے۔''

آپ نے یہ بھی کہا کہ: میرا موقف نہیں معلوم کیا گیا۔ یہ بھی غلط ہے، کیونکہ ۲۰۰۷ء میں آپ نے ماہنامہ الشریعہ میں الشریعہ کی پالیسی اور آزاد فورم کی وضاحت کرتے ہوئے صاف لکھا تھا کہ الشریعہ میں ''کسی بھی علمی موضوع پر لکھی جانے والی کوئی بھی تحریر شائع کی جا سکتی ہے'' چناں چہ آپ نے ایسا ہی کیا اور الشریعہ کو واقعتاً ایک ایسا ''آزاد فورم'' بنا دیا جس نے اکابر کے افکار و نظریات اور ہر طرح کی اخلاقی حدود و قیود سے ''آزاد'' ہو کر روافض، اہل بدعت، ملحدین،

منکرین حدیث، متجددین، مستشرقین، غامدیت نواز اور اہل حق کی فکر سے نالاں ہر لکھاری کی تحریروں کو کھلے دل سے بحث آگے بڑھانے کے نام سے شائع کیا اور کر رہا ہے، یہ سب کچھ آپ کا مؤقف اور مدعا نہیں، تو پھر اور کیا ہے؟ آنجناب کی سرپرستی میں الشریعہ کے اس فکری انحراف کو ایک عام مسلمان قاری سے لے کر دینی اور فکری سلامتی رکھنے والے عصری اداروں سے منسلک افراد، علمائے کرام اور وفاق المدارس کی قیادت، سب نے نہ صرف محسوس کیا، بلکہ بارہا اس جانب آپ کی توجہ مبذول کرائی گئی، مگر سب بے سود! لہٰذا اس سب کے بعد آپ یہ کہنا بالکل بے جا ہوگا کہ مؤقف معلوم نہیں کیا گیا، یا فرد جرم عائد کیے بغیر فیصلہ کر دیا گیا ہے۔

۳۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کا طرزِ عمل امام اہل سنت رحمہ اللہ کی زندگی اور بعد میں یکساں ہی رہا ہے، اس بارے میں گذارش ہے کہ جب امام اہل سنتؒ کو ''عمار خان ناصر'' کی بعض فکری گمراہیوں کا علم ہوا تو حضرت امام اہل سنتؒ نے مولانا عبدالقدوس قارن صاحب سے فرمایا تھا کہ:

''یہ ناصر کس طرف چل نکلا ہے؟ تم اسے روکتے کیوں نہیں؟ تم تو اس کے استاد بھی ہو، اس کو سختی سے روکو۔''

الشریعہ میں جو کچھ ان کی علالت یا انتقال کے بعد ہوا اور ہو رہا ہے اگر وہ حضرت امام اہل سنتؒ کی حیات میں ہوتا اور اُنہیں اس کا علم ہوتا تو حضرت امام اہل سنتؒ یقیناً آپ کو بھی اس طرح سمجھاتے اور سختی کے ساتھ روکتے یا سمجھانے اور روکنے کا حکم فرماتے۔

الغرض آپ کا طرزِ عمل ہرگز بھی دونوں زمانوں میں یکساں نہیں رہا ہے، اس پر ماحول اور خاندان کے افراد دونوں گواہ ہیں، الشریعہ کے قاری اور خاندان کے افراد ہر دو طرف سے عمار خان ناصر اور آنجناب کے اس انحرافی طرزِ عمل کو نہ صرف شدت سے محسوس کیا گیا بلکہ بارہا سمجھایا بھی گیا، کیا یہ حقیقت نہیں کہ اس موقعہ پر آپ نے اپنے ہی خود ساختہ اخلاقی اور بحث ومباحثہ کو آگے بڑھانے کے اصول کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کبھی یہ فرمایا: ''وہ (عمار) ابھی ایسے موڑ پر ہے کہ شاید نہ سمجھے''، کبھی آپ نے فرمایا: ''کیا میں اسے گھر سے نکال دوں؟'' اور کبھی غصہ کی شدت میں فرمایا: ''کیا میں اسے گولی ماردوں؟''، ایسا تو آپ نے کچھ بھی نہیں کیا اور نہ ہی کسی نے آپ سے ایسا کرنے کا مطالبہ کیا، البتہ یہ ضرور کہا گیا کہ آپ عمار خان کی سرپرستی نہ فرمائیں اور اس کے گمراہ ہونے کا اعلان کر دیں، لیکن آنجناب نے ایسا کرنے کی بجائے اس کی بھرپور سرپرستی کی، بلکہ جب اس نے ''حدود وتعزیرات'' لکھ کر اجماع کا نہ صرف انکار کیا بلکہ اجماع اور صحابہ کرام کا مذاق اڑایا تو آپ نے ہمدردی کے نام پر نہ صرف اس کے سر پر ہاتھ رکھا بلکہ بعنوان دیباچہ اس پر تائیدی کلمات بھی ثبت فرمائے، آپ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کے بتلایئے گا کہ کیا اس طرح کے طرز عمل کی جراءت آپ حضرت امام اہل سنتؒ کی زندگی میں کر سکتے تھے؟!! حضرت امام اہل سنتؒ تو اپنے مریدین کو مودودی صاحب کی کتب پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے، باطل فرقوں کے اجتماعات میں شرکت کو حرام کہتے تھے، قادیانیوں کا لٹریچر منگوانے پر اپنے بیٹے کو نہ صرف ڈانٹا بلکہ وہ لٹریچر بھی لے لیا تھا، لہٰذا یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ وہ باطل فرقوں کی تحریریں خود شائع کر کے عوام کے سامنے پیش کرنے کی حمایت وتائید کریں؟

۴۔ آپ نے کہا کہ ''میں اب بھی اپنے اشکال پر قائم ہوں، پہلے مجھے معینہ الزامات کی فہرست فراہم کی جائے، جس کا پوری تسلی سے جواب دیا جائے گا۔۔۔الخ''، خدارا! بتلائے کہ اب تک جو تحریریں آپ کو متوجہ کرنے اور بطورِ نصیحت و رجوع الی الحق کی غرض سے لکھی گئی ہیں کیا ان میں کسی بھی الزام کا ذکر نہیں ہے؟ اور یقیناً ہے تو پھر آپ نے سوائے الفاظ کے ہیر پھیر کے ان کا کیا جواب دیا؟

اگر آپ پھر بھی اپنی بات پر مصر ہیں تو عرض مکرر کے طور پر گذارش ہے کہ آنجناب کی بے اعتدالیوں میں سے...... عمار خان کی بے جا سر پرستی و ناجائز تائید بلکہ دفاع...... آزاد فورم کے نام پر لادینیت کی ترویج...... مسئلہ توہین رسالت پر غامدی موقف کی حمایت...... قادیانیوں کے لیے ذمیوں کے حقوق تسلیم کرنا...... فتویٰ سے لوگوں کا اعتماد اٹھانے کی کوشش کرنا...... مودودی صاحب کے گمراہ کن نظریات کو اہل علم کے تفردات میں شمار کرنا...... اہل علم کے لیے جمہور سے اختلاف کا حق تسلیم کرنا...... امت کے اجماع سے ہٹ کر جداگانہ رائے قائم کرنے کا اختیار دینا...... طلاق میں مفتیان کرام کے فتوے کو جمود قرار دے کر گنجائش نکالنے کا مشورہ دینا...... نبی کریم کی ذات پر تنقید برداشت کرنے کا قائل ہونا...... خلفائے راشدین کے فیصلوں سے اختلاف کے نعرے لگانا...... بدعات والی کتاب کو حُسن ذوق قرار دینا...... مبینہ قادیانی کی کتاب پر تقریظ لکھنا...... وغیرہ امور کیا آپ کے علم میں نہیں؟ اور مختلف علماء آپ کو ان امور کی طرف متوجہ نہیں فرما چکے؟ اس کے باوجود آپ کا فہرست فراہم کرنے پر اصرار کرنا معاملے کو اُلجھانے اور طول دینے کے سوا کیا معنی رکھتا ہے؟

مزید برآں! جب ۲۰۰۹ء میں ''ماہنامہ وفاق المدارس'' میں الشریعہ کی بابت ایک تبصرہ شائع ہوا تو آنجناب نے جو ''جارحانہ انداز'' اختیار کیا وہ کسی سے بھی مخفی نہیں، بلکہ آپ کے تحریر کردہ سارے خطوط اب بھی فائلوں میں محفوظ ہیں، کیا اس وقت وفاق المدارس کی قیادت کی جانب سے غیر جانبدار اہل علم حضرات حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ، حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہ، حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا قاری حنیف جالندھری صاحب مدظلہ پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل نہیں دی گئی تھی؟! کیا آپ کو باقاعدہ اس کی اطلاع نہیں دی گئی تھی؟! آنجناب سے گذارش ہے کہ خدارا! حقائق کو مسخ مت کیجیے۔

۵۔ جب کمیٹی قائم کردی گئی تھی تو ''وضاحت نہ مانگے جانے کا اب کی طرح ڈھنڈورا پیٹ کر'' اس وقت اس میں پیش ہوکر صفائی دینے کے بجائے بقول حضرت مولانا قاری حنیف جالندھری صاحب ''آپ نے نہ صرف استعفیٰ پیش کیا، بلکہ ''الشریعہ'' کے تحریری دفاع کو ترجیحا اختیار فرمایا''، وفاق المدارس کے ذمہ دار حضرات نے اس پر بھی آپ سے بائیکاٹ کا اعلان نہیں فرمایا، بلکہ معاملہ مکالمہ اور افہام و تفہیم سے حل کرنے کے لیے صدر وفاق کی سربراہی میں پھر ایک کمیٹی تشکیل دی اور آپ سے اپنے مؤقف کی وضاحت کے لیے اجلاس میں شرکت کی درخواست کی تو آنجناب نے فرمایا: ''مجلس عاملہ کو عدالتی کٹہرہ بنانے میں کیا افادیت؟ اور اکابر علماء کی جیوری قائم کرنے کی کیا ضرورت باقی رہ گئی ہے؟ مزید فرمایا: ''مجھے اس معاملہ میں شرح صدر نہیں، میں کسی مزید پیش رفت کے لیے خود کو ذہنی طور تیار نہیں پاتا''، کیا